اپنے ذوق کو مثبت رنگ دیں۔ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کو متنوع اور مفید پروگراموں کی تیاری کیلئے تفصیلی ہدایات۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23/دسمبر 1994ء بمقام مسجد فضل لندن برطانیہ)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

الحمدللہ کہ 1994ء کا سال بہت سی برکتیں جماعت کے لئے لے کر آیا اور بہت سی دائمی برکتیں پیچھے چھوڑ کر جانے والا ہے۔ اب ایک ہفتہ تقریباً باقی ہے۔ تیس دسمبر کو انشاء اللہ اس سال کا آخری جمعہ ہم ادا کریں گے اور پھر آئندہ سال میں داخل ہوں گے۔ اس دوران دو اور بھی اہم پروگرام ہیں یعنی قادیان کے سالانہ جلسے کا افتتاح اور اس کی اختتامی تقریب یہ دونوں تقریبات لندن میں بھی منعقد کی جائیں گی اور MTA کے ذریعہ تمام عالم میں یہ نشر ہوں گی۔ پس اس پہلو سے یہ بھی دو بہت اہم جلسے ہیں جو انہی آخری ایام میں واقع ہوئے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ احباب جماعت گزشتہ سال کے حالات پر جماعتی طور پر بھی اور انفرادی طور پر بھی غور وفکر کرتے ہوئے اور استغفار کرتے ہوئے اور بہتر کی دعائیں مانگتے ہوئے یہ آخری ایام صرف کریں گے۔

بہت سے واقعات ہوتے ہیں جن میں انسان کو ایک نیکی کی توفیق مل سکتی ہے مگر بعض عارضی روکیں پیدا ہو کر اگرچہ اس شخص کے نیکی کے مزاج کو نہیں بدلتیں مگر اس اہم نیکی سے محروم ضرور کر دیتی ہیں اور ایسے کئی واقعات انسان کی زندگی میں ہوتے رہتے ہیں اور ان سے انسان کو سبق بھی سیکھنا چاہئے اور پھر کچھ کمزوریاں واقع ہو جاتی ہیں، کچھ غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں، کچھ حقوق کے

معاملے میں بے احتیاطی ہوتی ہے یا حق تلفی ہو جاتی ہے یا جیسا کہ اللہ چاہتا ہے حق ادا نہیں کئے جاتے۔ کئی اختلافات کو ہوا دے کر معاملات کو بگاڑ دیا جاتا ہے، گھریلو ماحول کو گندہ کرنے کے لئے کئی قسم کی غلطیاں ہیں جو بعض دفعہ دیر پا بد اثرات چھوڑ جاتی ہیں۔ تو ہمیں یہ وقت اس تجزیہ میں بھی صرف کرنا چاہئے اور ان دعاؤں میں بھی کہ اے خدا اس سال کی نیکیاں تو باقی رہیں اور ہمیشہ جاری رہیں۔ اس کی برکتیں تو کبھی ختم نہ ہوں لیکن وہ تکلیف دہ چیزیں جو انسان اپنے اعمال سے خود اپنے لئے پیدا کرتا ہے وہ اس سال کے اختتام سے پہلے ہی ختم ہو جائیں اور آئندہ جماعت کو ان ٹھوکروں سے اللہ تعالیٰ بچائے رکھے۔ تو یہ دعائیں خصوصیت سے اس عرصے میں کریں اور باقی تفصیلی باتیں جو آئندہ سال کے متعلق ہدایات ہیں یا کچھ اور باتیں اس سال سے تعلق میں کرنے والی ہوں گی وہ میں انشاء اللہ اس سال کے آخری خطبہ 30 / دسمبر کو کروں گا۔

ایک مضمون میں نے گزشتہ خطبہ میں شروع کیا تھا MTA سے متعلق جماعت کو اس کی ذمہ داریاں یاد دلانا۔ یہ مضمون چونکہ بہت وسیع ہے اور بہت سے پہلو ایسے ہیں جو تشنہ ہیں اس لئے میں نے سوچا ہے کہ آج بھی اسی موضوع پر گفتگو کروں وجہ یہ ہے کہ آئندہ سال جو آنے والا ہے اس میں مختلف MTA کے علاقائی پروگراموں میں وقت کے لحاظ سے بھی تبدیلیاں ہوں گی اور پروگراموں کے لحاظ سے بھی ان کو بہتر بنانے کی ایک عالمی کوشش ہے جو ہم شروع کر چکے ہیں۔ اس سلسلے میں کمیٹیاں قائم ہیں وہ غور کر رہی ہیں، بہت محنت کر رہی ہیں، ان کے ساتھ میرے بھی اجلاسات ہو رہے ہیں لیکن کچھ ایسے معاملات ہیں جن کو اس ملک میں بیٹھے بیٹھے سرانجام نہیں دیا جا سکتا۔ ان کا تعلق مختلف ممالک سے ہے اور ایسے معاملات بھی ہیں جن کا یہاں بیٹھے ہوئے براہ راست مرکز کے لئے سرانجام دینا ممکن نہیں ہو سکتا یعنی وہ مرکزی کارکن جن کے سپرد تمام دنیا کے انتظامات ہیں اور جو اس سلسلے میں بہت محنت کر رہے ہیں ان کے لئے ممکن نہیں کہ ملکی ضروریات میں بھی وہی ذمہ داریاں ادا کریں۔ اس لئے بہت سی ایسی باتیں ہیں جن میں UK جماعت کو بحیثیت UK جماعت کے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنی ہوں گی۔ جب کہا جاتا ہے تو بعض دفعہ وہ کہتے ہیں کہ اتنے پیسے مہیا کر دیئے جائیں، ہم اپنی الگ ٹیم بنائیں، اپنا الگ سٹوڈیو بنائیں، اس پر اتنے پیسے کی ضرورت پڑے گی۔ یہی غلط سوچیں ہیں۔ سٹوڈیو بنے ہوئے ہیں سامان موجود ہیں، آپس میں

مؤمنانہ تعاون کی ضرورت ہے۔آپ اپنی ٹیمیں بنائیں، کارکن بنائیں،ان کو تربیت دینے میں بھی مرکزی منتظمین حتی المقدور تعاون کریں گے۔تو معمولی خرچ جو اٹھتے ہیں وہ تو ہر ملک خود ذمہ دار ہوتا ہے اور ہر ملک پہلے ہی کر رہا ہے۔

تو ایک تو ان پروگراموں کے سلسلے میں یہ عادت پیدا کریں کہ ہر بات جو نیک نصیحت کی جائے اس میں ہاتھ نہ آگے بڑھائیں۔ میں جانتا ہوں کہ ہم سب کے ہاتھ ایک ہی ہیں۔ یہاں دینے اور لینے والے ہاتھ کا اس طرح فرق نہیں ہے مگر وہ ذمہ داریاں جو ملکی سطح پر سرانجام دی جاسکتی ہیں ان کا بوجھ مرکز پہ ڈالنا جس پر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت بڑی بڑی عالمی ذمہ داریاں جن میں آپ کے ملک کی ذمہ داریاں بھی شامل ہیں، پہلے ہی بہت ہیں۔اس پہلو سے کوشش کریں کہ مرکز کا بوجھ چندوں کی ادائیگی کے ذریعے تو آپ بٹا ہی رہے ہیں اللہ کے فضل کے ساتھ لیکن ان کے اخراجات میں ایسے سلیقے سے کام لیں کہ بہت سے اخراجات جو آپ وہاں پورے کر سکتے ہیں، وہیں پورے کریں اور جو عالمی ضرورتیں ہیں ان میں حصہ لیں۔آپ کا اجر یہ ہوگا کہ سارے عالم میں جو محنت ہوگی آپ بھی اس سے حصہ پائیں گے، اس کا فیض آپ کو بھی نصیب ہوگا۔تو یہ جو اجتماعی کوششیں ہیں یہ **کلوا جمیعا** کی سی حیثیت رکھتی ہیں، سب اپنا اپنا کھانا لے کر آتے ہیں اور ایک جگہ اکٹھے ہو کر اس میں بہت تنوع پیدا ہو جاتا ہے اور دعوت سج جاتی ہے اور اچھے محبت کے ماحول میں ایسے کام ہوتے ہیں جو ویسے اگر کئے جائیں اجتماعی طور پر تو بہت خرچ چاہیں گے، بہت سے انتظامی تقاضے کریں گے اور اتنی بعض دفعہ کسی جماعت میں صلاحیت نہیں ہوتی کہ اکٹھے یہ سارے کام کر سکے مگر جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے **کلوا جمیعا** میں اللہ کے فضل سے بہت سی برکتیں ہیں۔تو یہ بھی ایک دستر خوان ہے اور ایک عالمی دستر خوان ہے نعمتوں کا جو اللہ تعالیٰ نے جماعت کے لئے بچھایا ہے اور آپ ڈشوں میں اس کو اتارتے ہیں اور اس نعمت سے فائدہ اٹھاتے ہیں تو اس پہلو سے سب نے **کلوا جمیعا** کرنا ہے اس **کلوا جمیعا** کے سلسلے میں کچھ ہدایات میں نے آپ کو گزشتہ خطبے میں دی تھیں کچھ میں اب وہ ہدایات دوں گا۔

لیکن اس مضمون کو آگے بڑھانے سے پہلے میری نظر پڑی ہے یادداشت پر۔آج جماعت احمدیہ نائیجیریا کا بھی جلسہ سالانہ 23 / دسمبر سے شروع ہو رہا ہے۔ یہ حسن سنمونو صاحب نئے امیر جو ہیں

نائیجیریا کے ان کی امارت میں پہلا جلسہ سالانہ ہے نائیجیریا کا اور جب سے وہ امیر بنے ہیں، ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا لیکن اللہ کے فضل کے ساتھ پہلے بھی بے حد مخلص اور فدائی کارکن تھے اور بہت سلیقہ والے اور دماغی صلاحیتوں کے لحاظ سے بہت متوازن اور اب جب سے امارت سنبھالی ہے وہ دن رات نظام جماعت کی حالت بہتر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں یعنی نظام میں تبدیلیاں لا کر نہیں بلکہ نظام پر عمل پیرا ہو کر اور عمل کروا کر۔ جو وہاں نظام جاری ہے اس میں ان کے آنے کے بعد نمایاں طور پر اچھے رجحانات دکھائی دے رہے ہیں۔ تو عالمی طور پر ان کی دعاؤں کے ذریعہ مدد کرنی چاہئے۔

نائیجیریا کی جماعت میں جتنی صلاحیتیں ہیں اب تک وہ بروئے کار نہیں لائی گئیں اور ویسے یہ جماعت اللہ کے فضل کے ساتھ بہت بڑی صلاحیتوں کی مالک ہے۔ ہر طبقہ فکر کی نمائندگی اس میں ہے اور جماعت سے لوگ گہرا اخلاص رکھتے ہیں اگرچہ عدم تربیت کے نتیجہ میں بعض دفعہ بعض نقصانات بھی پہنچے مثلاً بعض جماعتیں ایسی ہیں جو جماعت احمدیہ میں سے نکلی ہیں اور پھر الگ جماعتیں بنیں لیکن جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کی وفاداری کا تعلق ہے وہ یہ حال ہے کہ الگ ہونے کے باوجود جو انتظامی مسائل کی وجہ سے الگ ہوئی تھیں، اپنی لاعلمی کہ کس موقع پر کیا کرنا چاہئے بدقسمتی سے اس وقت ان کو براہ راست خلیفہ وقت کی نگرانی حاصل نہیں تھی واسطے بیچ میں تھے اس لئے نہ صحیح صورت حال خلیفہ وقت تک پہنچتی تھی اور نہ خلیفہ وقت کا منشاء ان پر پوری طرح روشن کیا جا رہا تھا وہ الگ ہو گئیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وفا کا تعلق قائم رکھا۔ آپ کے تمام عقائد پر ایمان لاتی رہیں اور یہ بھی نہیں کہ لاہوریوں کی طرح کوئی نیا عقیدہ گھڑ لیا ہو۔ صرف انتظامی علیحدگی ہوئی ہے اور اس سے ان کو بھی نقصان پہنچا اور جماعت کو بھی نقصان پہنچا لیکن جب میں نائیجیریا گیا تھا تو ایسی جگہوں پہ گیا ہوں ان کے جو بھی اس وقت امیر تھے انہوں نے بڑے اصرار سے دعوت دی اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ سب کو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تعلق میں اور آپؑ کے ایمان میں پوری طرح مستعد پایا۔ تو یہ صلاحیتیں جو میں گنوا رہا ہوں اگرچہ مثال دے رہا ہوں ایک نقصان کی، لیکن بتانا چاہتا ہوں کہ اتنے بڑے نقصان کے باوجود ان کا احمدیت سے وفا کرنا بتاتا ہے کہ جو کچھ کر رہے ہیں سوچ سمجھ کر کر رہے ہیں۔ احمدیت کو قبول کرتے ہیں تو پورے شرح صدر کے ساتھ قبول کرتے ہیں اور پھر کسی قسم کے ابتلا ان کو احمدیت کے دائرے سے باہر نہیں پھینک سکتے۔ یہ لوگ خاص دعاؤں کے محتاج ہیں۔

افریقہ کے بہت سے ممالک اس طرح بیدار ہو چکے ہیں کہ اب وہ دندناتے ہوئے شیروں کی طرح بہت تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں اور نائیجیریا اس پہلو سے پیچھے ہے۔ پس نائیجیریا کی جماعت کے لئے خصوصیت سے آپ کو دعا کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ یہ وہ ملک ہے جسے مغربی افریقہ میں ایک غیر معمولی حیثیت حاصل ہے بد نصیبی سے بہت سے ایسے مسائل ہیں جن کی وجہ سے خدا کی عطا کردہ نعمتوں اور دولتوں کے باوجود یہ ملک بدحالی کی طرف جا رہا ہے اور ان کا روپیہ جو بہت عرصے تک باقاعدہ اپنے مقام پر ٹھہرا رہا مثلاً ایک پاؤنڈ میں 12، 14 نیرے ہوا کرتے تھے، 8 سے لے کر 12، 14 تک تو مجھے یاد ہے، لیکن اونچ نیچ ہوتا رہا مگر وہ گرا نہیں ہے اب کچھ ایسی آفات پڑی ہیں کہ تیزی کے ساتھ یہ نیرے بھی گر رہا ہے اور دن بدن مہنگائی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ ملک میں تیل کی افراط اور بہت دولت ہے لیکن جاتی کہاں ہے کچھ سمجھ نہیں آ رہی کسی کو اس لحاظ سے یہ ملک بھی دعاؤں کا محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی اور اپنے مسائل کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جماعت احمدیہ ہالینڈ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بہت ہی ثابت قدم اور متوازن اور مضبوط قدموں سے آگے بڑھنے والی جماعت ہے۔ گزشتہ چند سالوں میں ان کے امیر هبۃ النور صاحب کو یہ مبارک ہو کہ انہوں نے بہت عمدگی کے ساتھ تبلیغ میں بھی جماعت کے قدم کو آگے بڑھایا ہے اور ساری ٹیمیں مل کر بڑی وفاداری کے ساتھ جماعت کی خدمت کر رہی ہیں، نئے نئے ایسے امکانات وہاں پیدا ہو رہے ہیں کہ جماعت جو سینکڑوں کے چکر میں تھی اب ہزاروں میں داخل ہو جائے تو اس لئے ان کے لئے بھی بہت دعا کی ضرورت ہے۔

واقعہ شہادت آپ نے سن لیا ہے اس کے متعلق میں سر دست صرف اتنا کہوں گا کہ سندھ میں اس دور میں جو 1984ء کے بعد شروع ہوا انفرادی طور پر احمدیوں کو شہید کرنے کے جو واقعات ہیں یہ مسلسل منظّم سازش کے نتیجہ میں ہیں۔ یہ ویسے واقعات نہیں ہیں جو 1953ء میں رونما ہوئے کہ علماء نے ہر طرف نفرتوں کے بیج بو دیئے اور دشمنیاں ہوئیں اور بھڑکیں، نہ ویسے واقعات ہیں جو 1974ء میں رونما ہوئے وہ بھی ایک اجتماعی سازش کے نتیجے میں تھے لیکن جب عوام مشتعل ہوئے ہیں تو وہ قتل جو احمدیوں کے ہوئے ہیں وہ باقاعدہ انفرادی طور پر سازش کا نتیجہ نہیں تھے۔ بھڑکے ہوئے عوام گلیوں میں آئے ہیں، قتل و غارت ہوا ہے، گھر جلائے گئے، بچے مارے گئے، بوڑھے مارے گئے، عورتیں

شہید ہوئیں، لیکن یہ ہنگامی واقعات تھے اگر چہ ہنگامے منظّم طور پر شروع کئے گئے اور پھر ان کو باقاعدہ اس طریق پر آگے بڑھایا گیا لیکن یہ جو واقعات ہیں یہ Cold blooded murders ہیں۔ جن میں سب کو علم ہے تمام حکومت کے کارندوں کو علم ہے کہ کون بدبخت مولوی ہے جو ایسی سکیمیں بناتا ہے کس طرح وہ غنڈے بھیجتا ہے، کرائے کے پالتو غنڈے ہوں یا قاتل ہوں جو باہر سے لائے گئے ہوں ان سب کے متعلق سب کو علم ہے اور چونکہ حکومت اس بارے میں قطعاً کسی اقدام کے کرنے کے لئے تیار نہیں ہے اور وہ مخلص پولیس کے یا بعض دفعہ فوج کے کارکنان جو ایسے موقع پر بیچ میں ملوث ہوئے ہیں اور انہوں نے غیر معمولی ہمدردی کے ساتھ احمدیوں کے مظلوموں کی تائید کرنے کی کوشش کی ہے کچھ دن کے بعد انہوں نے اپنے ہاتھ اٹھا لئے کہ ہم مجبور ہیں اوپر سے ہم پر دباؤ آ گیا ہے۔ تو یہ ایک ایسی منظّم سازش ہے جس میں قوم شامل ہے یعنی حکومت اور مسلسل چلی آ رہی ہے۔ اس لئے اس کا وبال بھی پھر قومی ہوا کرتا ہے اور سندھ میں جو بے شمار آفتیں نازل ہوئیں ہیں اور ہوتی چلی جارہی ہیں اور زندگی کی حرمت اٹھ گئی ہے، انسانیت کی حرمت اٹھ گئی ہے۔ بچوں، بوڑھوں، عورتوں میں فرق باقی نہیں رہا۔ ایک قیامت برپا ہے اور ساری قوم دہائی دے رہی ہے اور اس کا کچھ نہیں بن رہا۔ یہ نتیجہ ہوا کرتا ہے ایک مسلسل منظّم طور پر معصوموں کے اوپر ظلم کرنے کا اور ظلم کے خلاف اگر دل میں کراہت بھی پیدا ہوتی ہے تو چونکہ قومی طور پر ایک منظّم سازش ہوتی ہے اس لئے کسی کو جرأت نہیں ہوتی کہ وہ اس آواز کو بلند کرے یا کسی طرح بھی اس کی مدد کرے۔ جتنے قتل ہوئے ہیں ان سب کے قاتلوں کا سب کو علم ہے لیکن کوئی کارروائی نہیں ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ ایسے قاتل بڑے مزے سے پھرتے ہیں، دندناتے پھرتے ہیں اور چونکہ ان کو علم ہے کہ جماعت احمدیہ کی پالیسی تو نہیں کہنا چاہئے جماعت احمدیہ کی تعلیم یہ ہے کہ خدا کی ہر تعلیم کی پہ کاربند جماعت ہے کہ جہاں ایک ملک میں منظّم قانون جاری ہے۔ تمہیں قانون اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ اس معاملے میں بالکل مجبور اور بے کس بیٹھی ہے لیکن ہمارا خدا مجبور اور بے کس نہیں ہے اور وہ بہتر جانتا ہے کہ کیوں اور کب تک ان لوگوں کو اس طرح چھٹی ملے گی۔ چھٹی اس قسم کی تو نہیں ہے جیسے عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ قاتل مجرم پوری طرح اپنے جرم کی پاداش سے الگ رہیں اور ان پر کوئی سزا وارد نہ ہو چونکہ قومی جرم ہے اس لئے قومی سزا تو ہمارے سامنے اتر رہی ہے آسمان سے اور زمین بھی

اگل رہی ہے لیکن پیشتر اس کے کہ وہ وقت آئے جبکہ نوح کی قوم کی سزا کی طرح آسمان سے بھی سزائیں برسی تھیں اور زمین سے بھی اس زور اور شدت کے ساتھ پھوٹی تھیں کہ ساری قوم ان سزاؤں میں غرق ہوگئی تھی۔ میں ساری قوم سے اپیل کرتا ہوں کہ ان حالات کو سمجھیں اور غور کریں۔ جو بد بخت قاتل اور ان کے سرغنے ہیں ان کو پکڑیں اور حکومت کو یہ واضح طور پر ان سب کو بتا دینا چاہیئے کہ آج کے بعد ہم اس خباثت کو برداشت نہیں کریں گے۔ اگر حکومت ایسا کرے اور اپنے کارندوں ہی کو یہ پیغام دے دے تو ناممکن ہے کہ اگلا قتل ہوسکے کیونکہ سارے لوگ نظر میں ہیں اور پتا ہے سب کو کون لوگ ہیں اس لئے پھر پکڑ سے بچ نہیں سکتے۔ تو اتنی بات میں عرض کروں گا۔

جہاں تک شہید کا تعلق ہے اس کے خاندان کا تعلق ہے میں نے پہلے بھی بارہا عرض کیا ہے کہ یہ عظیم سعادتیں ہیں جن کے ساتھ کانٹے بھی لگے ہوتے ہیں۔ کانٹوں کے دکھ تو کچھ عرصے بعد مندمل ہوکر ختم ہو جائیں گے یعنی زخم مندمل ہوں گے تو وہ دکھ دور ہو جائیں گے لیکن یہ سعادتیں ہمیشہ ہمیش کی سعادتیں ہیں اور سندھ پر بھی احمدیت کے حق میں یہ رحمتوں کی بارشیں بن کر برسیں گی اور ساری دنیا میں بھی جماعت ان سے استفادہ کرے گی تو شہادت کا مضمون بڑا ہی مشکل مضمون ہے جس کا بیان کرنا۔

آنحضرت ﷺ کا جو عظیم حوصلہ تھا وہی علاج ہے مگر وہ حوصلہ سب کو نصیب نہیں ہوتا اس لئے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ ہمیں اس حوصلے سے ملتا جلتا کچھ حوصلہ عطا کرے تا کہ جانتے ہوئے کہ خدا کی تقدیر کے تابع ہو رہا ہے اور اس کے پس پردہ بہت عظیم رحمتیں چھپی ہوئی ہیں جن کو بارہا ہم دیکھ بھی چکے ہیں پھر بھی ہمیں جب کانٹے چبھتے ہیں تو بعض دفعہ حوصلہ جواب دینے لگتا ہے تو دعا مانگنی چاہئے کہ اللہ جماعت کے حوصلے کو بھی وسعت عطا فرمائے اور جماعت کے صبر کو استقامت بخشے۔

اب ٹیلی ویژن کے متعلق جو میں نے آپ سے گزارش کی تھی اس کے متعلق کچھ نوٹس میں نے آنے سے پہلے چند منٹ میں لکھے تھے تا کہ کوئی بات رہ نہ جائے مگر ڈر ہے کہ رہ جائے گی کیونکہ بہت سا وقت تو تمہیدی باتوں میں خرچ ہو چکا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ عالمی طور پر جو توقعات تھیں گو جماعتیں بڑے بڑے ملک خصوصیت سے پروگرام بنانے میں مدد کریں گے وہ ابھی تک توقعات پوری نہیں ہوئیں یہاں تک کہ پاکستان میں مرکز کو بھی میں نے واضح ہدایات دی تھیں کہ ہم توقع رکھتے ہیں کہ جو پاکستان میں بارہ گھنٹے کا پروگرام ہے اس میں آپ ان خطوط پر کام کر کے چند گھنٹے کا

بوجھ تو اٹھائیں جبکہ آپ کے پاس مستقل عملے موجود ہیں، ہر قسم کی سہولتیں موجود ہیں لیکن پتا نہیں کیا وجہ ہے کہ عام طور پر تو اللہ کے فضل سے وہ بڑی مستعدی سے لبیک کہتے ہیں مگر اس معاملے میں بہت غفلت دکھائی گئی ہے اور ابھی تک روزمرہ کے ایک گھنٹے کا پروگرام بھی ان کی طرف سے نہیں آسکا۔ ہفتے میں بھی ایک گھنٹے کا آجائے تو ہم غنیمت سمجھتے ہیں اور یہ سارا بوجھ جو ہے یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں کے جسوال برادران نے ایک حصے کا بوجھ اٹھایا ہوا ہے اور باقی ہمارے انگلستان کے خاص طور پر لندن کے مخلص نوجوان جو یا طالب علم ہیں یا اپنا کوئی کام کر رہے ہیں انہوں نے رفیق حیات صاحب کی قیادت میں یہ بوجھ اٹھایا ہوا ہے کچھ بچیاں ہیں وہ بھی سکول کی عمر سے لے کر کالج کی عمر اور پھر گھر کے کام کاج کرنے والی خواتین اور بڑی وفاداری کے ساتھ، بڑی ہمت کے ساتھ، بڑی محنت کے ساتھ یہ عظیم ذمہ داری سرانجام دے رہے ہیں۔ لیکن جو ملتا ہے وہ صرف یہ کہ فلاں نقص رہ گیا، فلاں نقص رہ گیا۔ فلاں نقص رہ گیا، فلاں نقص رہ گیا۔ اس کا بھی کوئی حرج نہیں اس میں بعض دفعہ صحیح طور پر متوجہ کیا جاتا ہے لیکن یہ کوئی نہیں بتاتا کہ ہم نقص دور کر کے تمہیں دکھاتے ہیں کہ ایسے نقص دور کیا جاتا ہے وہ آوازیں دے رہا ہوں میں اور ابھی تک اس کا کوئی جواب نہیں آرہا۔

تو جماعت کو میں متوجہ کرتا ہوں کہ زیادہ سنجیدگی سے ہر ملک کے صدر مقام میں ایسی ٹیمیں بنائی جائیں اور الگ ایک محکمہ بنایا جائے، شعبہ اشاعت کے تابع جو بھی شعبہ اس کے قریب تر ہو اس کے تابع بنایا جائے اور ان کی امیر نگرانی کرے اور ان سے پروگرام بنوا کر دیکھے کہ واقعۃً کام آگے بڑھ رہا ہے کہ نہیں۔ اب اس پروگرام کے نہ ہونے کی وجہ سے جو جنوری میں ہمارا نیا پروگرام چلنا تھا وہ کم سے کم ایک ہفتہ اس میں تاخیر کرنی پڑی ہے کیونکہ جس قسم کے تعاون کی ضرورت تھی وہ ابھی تک حاصل نہیں ہوسکا۔ میں جانتا ہوں اس میں بہت سی دقتیں ہیں، یہ میں جانتا ہوں کہ یہ اخلاص کی کمی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ بہت سی باتوں میں لاعلمی کی وجہ سے ہے۔ اول تو توقعات بہت اونچی کر دی جاتی ہیں حالانکہ بارہا کہہ چکا ہوں کہ معیار اونچا کرنے کی کوشش اچھی بات ہے لیکن ہونا نہ ہونے سے بہرحال بہتر ہے۔ اس لئے ہاتھ توڑ کے بیٹھ جائیں اور یہ کہ ہمارے پاس اعلیٰ مشینیں نہیں ہیں، ہم نے ابھی تک ٹریننگ حاصل نہیں کی، ہمارے پاس اچھے لکھنے والے نہیں ہیں اور وہ قیمتی سامان نہیں ہے جن کے ساتھ ٹیلی ویژن کے پروگرام سجتے ہیں، یہ باتیں درست نہیں ہیں یہ سوچیں ہی غلط ہیں۔ جو توفیق ہے

اس کے مطابق کچھ بنائیں اور اتنا بنائیں کہ اس میں سے ہم پھر یہاں چن کر نئے پروگرام بنا سکتے ہوں۔

لیکن جو پروگرام جرمنی میں بنتے ہیں یا ناروے میں بنتے ہیں یا جاپان میں بنتے ہیں یا پاکستان کے مختلف حصوں میں یا ہندوستان یا افریقہ میں وہ تو وہیں بن سکتے ہیں یہاں تو نہیں بن سکتے اور وجہ اس کی یہ ہے میں بتاتا ہوں مثلاً ہمیں جو مرکزی تعلیمی پروگرام ہے وہ تو بہر حال جاری رکھنے ہوں گے اس کا بڑا بوجھ یہیں رہے گا کیونکہ مجبوری یہ ہے کہ مجھے اپنی نگرانی میں وہ کرنے پڑیں گے اور جب تک وہ ایک مکمل کورس کی شکل اختیار نہ کر چکے ہوں اس وقت تک ان کا لازماً یہاں میری نگرانی میں بننا اور جاری رہنا ایسا امر ہے کہ ہم نظر انداز نہیں کر سکتے لیکن ان کے علاوہ جو پروگرام ہیں ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو یہاں بن ہی نہیں سکتے ، نہ ہمارے پاس ذرائع ہیں، نہ ملکی حالات ایسے ہیں۔ اب جو جرمن زبان کے پروگرام ہیں وہ جرمنی میں ہی بنیں گے، جو فرانسیسی یا سپینش یا نارویجن پروگرام ہیں وہ وہیں بن سکتے ہیں، اس لئے ہم چاہیں بھی تو وہ بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔اس کے علاوہ ملکی حالات ہیں۔

میں اب مثالیں دیتا ہوں آپ کو کہ سب سے پہلے ملک کے متعلق پروگرام ہیں ملک کا آغاز کیسے ہوا۔ کیسے وہ ملک بنا، کب تک اس کی تاریخ ممتد ہے، قدرتی وسائل کیا ہیں وہاں کی آبادی کیسی ہے یا کتنی ہے اور طرز بود و باش کیا ہے۔طبعی عادات اور مزاج اور روایتی طور پر قوم کے کیا انداز ہیں یہ ایک پروگرام کی کڑی ہے جو ہر ملک میں بن سکتی ہے اور اس کو اس طرح نہیں بنانا کہ ایک تقریر شروع ہو جائے۔ بہت سے پروگرام بنانے کے لئے کہا تو باقاعدہ میزیں لگیں، اس کے اوپر کپڑا اچھایا گیا پھر ٹوپیاں پہن کے سارے آ گئے پھر وہاں باقاعدہ جلسے کی شکل بنی اور اعلانات ہوئے۔ یہ پروگرام نہیں ہیں جو یہاں چلیں گے۔ جب جلسہ ہو رہا ہوگا تو وہی ہوگا جیسے ہو رہا ہے اس میں کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں۔ جیسے ہو رہا ہے ویسے ہی ہوگا لیکن جلسوں کا تو کہا ہی نہیں گیا، کافی جلسے ہو چکے ہیں اور ہوتے رہیں گے انشاء اللہ۔ جب ہم جلسہ دیکھنا چاہتے ہیں تو جلسہ کا مزاج قائم کر کے دیکھتے ہیں۔ جب تنوع کا پروگرام دیکھیں اور وہاں جلسہ شروع ہو جائے یا مشاعرہ دیکھ رہے ہیں تو وہاں جلسہ شروع ہو جائے تو طبیعت اس سے گھبراتی ہے۔تو جلسوں کے حوصلے بھی ہیں دلچسپیاں بھی ہیں جماعت میں لیکن ہر چیز کا جلسہ ہی بنا دیں یہ تو ہوسٹل کے کھانے والی بات ہو جائے گی وہاں مرغا پکے یا دال گوبھی مزہ سب کا ایک ہی ہوتا تھا۔تو تنوع کی بات میں کر رہا ہوں، مزے بدلیں اور جس قسم کا پروگرام ہے ویسی ہی اس میں صورت پیدا کریں۔

اب ملک کے پروگرام ہیں اس میں مختلف مما لک کے نظارے دکھائیں مختلف لوگوں کو ان کے انٹرویو لینے چاہئیں ۔ایک شخص ہے جو عمومی تقریر کرتا ہے پس منظر سے مثلاً ایک ملک کا عمومی تعارف کراتا ہے کہ فلاں زمانے میں اس ملک کا آغاز ہوا اس طرح اس میں تبدیلیاں پیدا ہوئیں، ایسی ایسی قومیں حملہ آور ہوئیں اوران کے نتائج کیا نکلے؟ یہ ایک پروگرام کی کڑی ہے جو بہت دلچسپ ہے۔ اب وقت چونکہ کم ہے، میں تفصیل نہیں بیان کرسکتا لیکن ذہن میں میرے اس کو بڑھا کر، پھیلا کر اور مختلف شکلیں دینے کا پروگرام موجود ہے۔

پھر دوسرا پہلو ہے جغرافیائی ۔قوم کا اس کا جغرافیہ کیا ہے؟ جغرافیہ میں مختلف خوبصورت جو نظارے ہیں، جھیلیں ہیں ، دریا ہیں ،وہ سارے آئیں گے اور اس کے علاوہ معدنیات ہیں اور پھر جغرافیہ پہ یہ گفتگو بھی آسکتی ہے جو تاریخی جغرافیہ سے تعلق رکھتی ہے کہ اس کا جغرافیہ بدلتا رہا ہے کسی زمانے میں اس کا جغرافیہ یہ تھا آج اس کا یہ جغرافیہ ہے۔ حدود اربعہ تبدیل ہوا ہے تو کیوں ہوا ہے۔ اور پھر قومیں کون کون سی آباد ہیں۔ ان قوموں کی تاریخ کیا ہے؟ ان کا مزاج، ان کے بولنے کی طرز، ان کی گفتگو کیا صرف تلفظ کا اختلاف رکھتی ہے یا زبانوں کا بھی اختلاف۔ مثلاً انگلستان کے حوالے سے آئرلینڈ کا ایک تعارف ہے۔ آئرش قوم کا تعارف ہے وہ UK کے اندر داخل کر کے جو شمالی آئرلینڈ ہے اس کو بیان کیا جاسکتا ہے۔ تو ویلز ہے، سکاٹ لینڈ ہے۔ پھر ان کی روایات ۔ یہ درست ہے کہ آپ گانے اور نغمے وغیرہ اور میوزک وغیرہ کے قائل نہیں مگر وہ جو خاص وقت رات کو مارچ پریڈ کرتے ہیں، شام کو قلعہ میں اور وہ خاص قسم کی ان کی سکرٹس ہوتی ہیں پہنی ہوئی جو مرد بھی پہنتے ہیں تو وہ سکاٹش کلچر ہے اس کے اوپر سے ایک سرسری نظر ڈال کر لوگوں کو بتانا کہ یہ ہوتا ہے قطعاً اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ سارا دن دوسرے پروگرام آپ دیکھتے رہتے ہیں وہ کیا کیا دیکھتے رہتے ہیں وہاں۔ ہم ویسے تو نہیں بن سکتے مگر جو ایک قومی حالت ہے جو بداخلاقی کا مظہر نہیں بلکہ روایات سے تعلق رکھتی ہے اس پر اچٹتی ہوئی نظر ڈال لینا کوئی گناہ نہیں ہے اور MTA اتنے حصے کو اسی طرح پیش کرے کہ یہ حقائق ہیں لیکن حقائق میں بعض جگہ آپ کے قدم رک جائیں گے۔ اگر حقائق یہ ہوں کہ ڈانس ہو رہے ہیں، نائٹ کلب ہے تو وہاں جا کر MTA کے قدم رک جائیں گے آپ کہہ سکتے ہیں کہ حقائق اور بھی ہیں یہ یہ بھی ہیں لیکن ہم وہاں قدم نہیں رکھ سکتے۔ تو عقل کے ساتھ اگر ایسے پروگرام بنائیں تو مذہبی حدود

کو قائم رکھتے ہوئے بھی معاشرے کی تصویریں اور تہذیب وتمدن کی تصویریں کھینچی جاسکتی ہیں اور پھر وہاں کی انڈسٹری، وہاں کی اقتصادیات، تجارتیں کہاں کہاں سے ہو رہی ہیں، کتنے بڑے بڑے تجارتی مرکز ہیں۔

اب تجارت کی بات کریں گے تو بہت سی ایسی باتیں بھی آپ ملک کے حوالے سے بیان کریں گے جسے سننے والے دنیا کے مختلف تاجر کئی قسم کے ارادے باندھ لیں گے۔ ان کو پہلے خیال بھی نہیں آیا ہوگا کہ ہم اس معاملے میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ حصہ لے کر اپنی اقتصادی حالت کو بہتر بنا سکتے ہیں مگر یہ پروگرام ان کے ذہن میں نئی نئی لہریں پیدا کریں گے۔ نئی نئی کھڑکیاں کھولیں گے سوچ کی۔ تو یہ بھی بتایا جا سکتا ہے کس طرح ہوتی ہے، کیا تجارت ہوتی ہے، درآمد کیا کیا ہوتی ہے، برآمد کیا کیا ہوتی ہے۔ اب یہ بھی تقریر نہیں کرنی بلکہ انداز وہ ہے جو ٹیلی ویژن کو دلچسپ بنانے کا انداز ہوتا ہے۔ یہاں کی جو پورٹس ہیں اس پر بڑے بڑے سامان لوڈ ہو رہے ہیں اور جہاز لوڈ ہو رہے ہیں، ہوائی جہازوں کی پورٹس کے اوپر وہاں سے سامان اتر رہے ہیں اور اس طرح جا رہے ہیں۔ مارکیٹ، منڈیاں لگی ہوئی ہیں، یہ نظارے دکھا دکھا کر آپ یہ تقریریں پس منظر میں کر سکتے ہیں لیکن باقاعدہ اچکن پہن کر اور باقاعدہ بٹن بند کر کے تقریر کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ بہت اچھا لگتا ہے مگر اپنے محل پر ہو تو اس پروگرام کو بھی تقریری پروگرام نہیں بنانا مگر واقعاتی پروگرام بنانا ہے جس میں تقریر کا پہلو بعض دفعہ ایسی آواز کی صورت میں رہتا ہے جس کا بولنے والا نظر بھی نہیں آ رہا ہوتا اور بہت اچھا لگتا ہے۔ اس کی آواز میں ایک وقار ہوتا ہے ایک خاص طرز ہے تو یہ طرزیں جو اچھی ہیں یہ ان سے سیکھنا منع تو نہیں ہے۔ ان چیزوں میں ان کی طرزیں اختیار کریں لیکن وہاں بھی یاد رکھیں کہ جہاں تکلف آ جائے، جہاں پیسہ خرچ کرنا پڑے جہاں غریبانہ پروگرام اجازت ہی نہ دے کہ ان کی طرز کو اختیار کیا جا سکے وہاں قدم روک لیں۔ ما انا من المتكلفين کی تعلیم پر عمل کریں، بغیر تکلف کے جو کچھ میسر ہے، جو توفیق ہے اس کو پیش کریں لیکن اچھے طریقے سے۔

جس طرح میں نے کھانے کا نیا پروگرام جاری کروایا ہے وہاں خواتین کے ذریعے غریبانہ کھانے پکانے سکھانے کا پروگرام تھا اس کے افتتاحی پروگرام میں خود شامل ہوا۔ میں نے بتایا کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ لوگ تکلف کر کے اپنی توفیق سے بڑھ کر کھائیں لیکن یہ کہتے ہیں کہ آپ کی توفیق میں جو کچھ ہے اس میں اللہ کے شکر کا حق اس طرح بھی ادا کریں کہ ایسے اچھے طریقے پر کھائیں کہ

آپ کو لطف آ رہا ہو اور آپ کا ذوق خدا کے شکریے ادا کر رہا ہو۔ ورنہ بھونڈا گھر ہو تو وہاں مرغا پکے یا مچھلی پکے، ہر چیز ایسی بے ہودہ ہو جاتی ہے کہ ایک لقمہ بھی نہیں کھایا جاتا وہاں۔ تو سلیقے کی بات میں کر رہا ہوں۔ روپے کے نچھاور کرنے کی بات نہیں کر رہا۔ سلیقے کے اندر رہتے ہوئے آپ اپنے پروگراموں کو بہت دلچسپ بنا سکتے ہیں بلکہ دوسروں کے لئے نمونے بن سکتے ہیں۔

اس پہلو سے ملک کی تاریخ کو مختلف طور پر پیش کرنا، ملک کے تاریخی ہیرو ہیں، ان کی باتیں، Heroes جن کو انگریزی میں کہتے ہیں ہم اردو میں ہیرو کہتے ہیں ان کو۔ ہیرو ہیں کہیں وہ شاعر ہیں کہیں، شیکسپیئر کی باتیں ہوں گی، کہیں شیر ووڈ فارسٹ میں چلے جائیں گے آپ وہ Roben Hood اور پھر جان جو اس کا مسخرہ اس کے ساتھ چلتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اب اس میں بعض دفعہ جو فلمیں ہیں ایسی ان میں سے چند لمحے کے سین اٹھانے کی قانون اجازت دیتا ہے اور وہ اٹھائی جا سکتی ہیں وہاں سے۔ تو نئی فلم تو نہیں بنانی مگر جب رابن ہڈ Robin Hood کی بات کریں گے تو وہاں شیر ووڈ فارسٹ Shere wood forest کا نظارہ تو دکھائیں گے اور پھر وہ دکھا دیں اتنے اتنے اقتباس جتنے کی قانون اجازت دیتا ہے کہ یہ ہوتا تھا Robin Hood کا۔ اس طرح تیراندازی ہوا کرتی تھی اور دوسرے Folk-lore ہیں مختلف ملکوں کے مختلف ہیں امریکہ میں ڈیوی کروکیٹ Devi crokit کی باتیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح سوئٹزرلینڈ کے ہیرو ہیں جن کے اوپر بڑی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ بیوروولف Bevor wolf ہے ناروے کا، اس کے متعلق بھی کئی پروگرام فلمائے جا چکے ہیں۔ تو ملکی ہیروز کی باتیں بھی کریں اور اس میں سیاسی، عامۃ الناس کا ہیرو، اس کا کردار کیا تھا۔ اس پر کیسے کیسے گانے بنائے گئے۔ قوم کے اوپر کس طرح وہ اثر انداز ہوا اور پھر سیاسی ہیرو ہیں، فوجی ہیرو ہیں جنہوں نے عظیم الشان کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ تو انگلستان کی تاریخ، یہ آپ غور کریں تو بے شمار پروگرام ہر جگہ آپ کو دکھائی دیں گے جن کو آپ لے سکتے ہیں، بیان کر سکتے ہیں ساتھ تصویریں بھی دکھا سکتے ہیں اگرچہ کھڑی تصویریں ہوں۔ ہمارے پروگراموں کا حیات گروپ ہے مثلاً اس میں بعض ایسے پروگرام بنانے والے ہیں جنہوں نے اپنی ذہانت سے کھڑی تصویروں سے تصویر بنائی ہے لیکن کچھ دیر تک انسان کو پتا نہیں چلتا کہ یہ تصویر ہے اور کھڑی ہے مثلاً وہ تصویر کے ایک حصے سے شروع کیا اور کیمرے کو حرکت دی ہے اور لگتا ہے کہ وہ ساری تصویر حرکت کر

رہی ہے اور تصویر سے تصویر کھینچنا اگر اچھا تصویر کھینچنے والا فن جانتا ہو تو یہ تنوع ضرور پیدا کر دیتا ہے۔ باقی پروگرام مووی ہوں مگر تصویر دکھانے کے لئے آپ کے پاس یہ تو ممکن نہیں کہ ہر جگہ پہنچ سکیں۔

جب میں ناروے میں ایک موقع پر ایک چھوٹی فیری میں سفر کر رہا تھا تو ایک گھنٹہ میں نے اپنے عام کیمرے سے اس پر تجربے کئے اور وہ جو فیری میں اس علاقے کی تصویروں کے رسالے پڑے ہوئے تھے ان کو اپنی بچی کو پکڑا کر کہ تم یہاں رکھو اور میں تصویر کھینچ کے دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس سے کوئی Video Effect پیدا ہوسکتا ہے کہ نہیں تو جب وہ دیکھی تو میں حیران رہ گیا دیکھ کے، مجھے پتا تھا اس لئے میں جانتا تھا ورنہ بعض دفعہ تو لگتا ہی نہیں تھا کہ یہ تصویر سے تصویر اتاری ہوئی ہے تو آپ استعمال کریں ذہن کو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذہن کو بڑی صلاحیتیں عطا کی ہوئی ہیں اس دنیا کو Explore کریں جو خدا نے آپ کے ہر ایک کے ذہن میں رکھی ہوئی ہے تو بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے۔

اب ہندوستان کو اگر اپنی فلمیں بنانی ہوں تو ہمالیہ کو پیش کرنا پڑے گا۔ ہمالیہ کے ذکر کے بغیر تو ہندوستان کے تو کوئی معنی نہیں ہیں جب آپ پاکستان جائیں گے تو وہاں K-2 کی چوٹیاں ہیں دوسرے ایسے پہاڑ یا علاقے ہیں، درہ خیبر ہے، ان کی تصویریں کھینچی ہوں گی۔ کچھ تصویریں تو آپ کھینچ سکتے ہیں آسانی سے۔ کچھ آپ ایسی Unions سے لے سکتے ہیں جو ہائی کنگ کے طور پر گئیں اور اچھے معیار کی فوٹوگرافی انہوں نے کی ہوئی ہے۔ وہ تعاون کرتے ہیں ایسے لوگ اور پھر کچھ تصویریں، بڑے بڑے اچھے کمپنیوں کے کیلنڈر شائع ہوتے ہیں، ان سے آپ لے سکتے ہیں مگر پروگرام آپ نے تصویری بنانا ہے صرف تقریری نہیں بنانا، یہ میں سمجھا رہا ہوں اور پھر تاریخ کو ان مقامات کے حوالے سے بیان کرنا۔ اگر آپ اٹلی میں کام کر رہے ہیں تو اٹلی میں وہ غاریں دکھانی ہوں گی جن میں عیسائی کسی زمانے میں پناہ لیا کرتے تھے یعنی وہ عیسائی جو موحدین تھے اور محض توحید سے چمٹے رہنے کے نتیجے میں ان کو سزا ملی ہے۔ اس پہلو سے جو آج پاکستان میں جماعت احمدیہ سے ہو رہا ہے یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ایک اور دلیل ہے۔ توحید ہی کی وجہ سے سب دکھ ہیں۔ لا الہ الا اللہ کا کلمہ ہے جو احمدی کی زبان سے ان کو تکلیف دیتا ہے اور اس پر یہ طرح طرح کی سزائیں دیتے اور طرح طرح کے جتن کرتے ہیں کہ کسی طرح احمدی اس کلمے سے اپنا تعلق توڑ لیں

تو اس قسم کے پروگرام جب ہوں گے تو پھر وہ بھی دکھانے ہوں گے۔

اب پاکستان کی بات ہوئی ہے تو شہداء کے علاقہ کے گاؤں دکھانے چاہئیں۔ ان کا رہن سہن ان کا غریبانہ طریق، لوگوں سے ان کے متعلق انٹرویو کہ کیسے لوگ تھے یہ، کیا کبھی کسی کو دکھ دیا، کیا تکلیف پہنچاتے رہے، ان کے قتل کے متعلق تمہارا کیا نظریہ ہے تو غیروں کے انٹرویو لئے جائیں اور ایک سفر کا معمولی خرچ ہے اس میں بہت اچھی فلم تیار ہو سکتی ہے۔

پھر اس کے علاوہ جو تعلیمی کوائف ملکوں کے اور ان کے معیار تعلیم، اخلاق، کھیلیں، زراعت، زراعت کے طریق اور قومی کہانیاں یعنی دیومالائیں وہاں کچھ ہیں، وہ کیا کیا ہیں۔ ان میں کسی اچھے لکھنے والے نے کوئی کتاب لکھی ہو جو شہرت پکڑ گئی ہو اور وہ کہانیاں سب دنیا میں رائج ہیں۔ مثلاً جس طرح عرب دنیا سے ''علی بابا چالیس چور'' کی کہانی اتنی مقبول ہوئی کہ دنیا کی ہر زبان میں ہر قوم سے متعارف ہو چکی ہے۔ اسی طرح الف لیلہ کی ایک وہ لازوال کہانی ہے جس نے تمام دنیا کے دلوں میں گھر کر لیا ہے۔ تو ایسی کہانیاں جو دیومالائی ہوں یا جیسی بھی ہوں مگر لکھنے والے نے ایک غیر معمولی ذہانت کا اظہار کیا ہے جس نے تمام دنیا کے ذوق کو اپیل کی ہے اور عالمی طور پر ان کا اعتراف ہو گیا ہے، ایسے ہر ملک میں لکھنے والے بھی ہوتے ہیں۔ اب بنگال جائیں گے تو ٹیگور کے ادبی ذکر کے بغیر بنگال کی بات پوری نہیں ہو سکتی۔

پھر قربانی کرنے والوں کے لحاظ سے جماعت احمدیہ کے دائرے میں خاندانوں نے جو قربانیاں دی ہیں احمدیت وہاں کب آئی اور ملکوں کے لحاظ سے اگر عیسائیت ہے تو عیسائیت وہاں کب آئی تھی۔ اب اہل یورپ اگر اس تاریخ کا کھوج لگائیں تو خود ان میں سے بھی اکثر کو تعجب ہوگا کہ اکثر صورتوں میں تلوار کے ساتھ آئی ہے اور عیسائیت کے ساتھ جبر کی تاریخ ایسی باندھی گئی ہے کہ غیروں ہی کے معاملے میں نہیں خود اپنے معاملوں میں عیسائیت نے اتنے جبر روا رکھے ہیں اور اتنے مظالم کئے ہیں کہ ان کو تاریخ کے صفحوں میں دبائے بیٹھے ہیں اور اسلام پر حملے کرتے ہیں تو حملے کی نیت سے نہیں، حقائق کے طور پر ان لوگوں کو سمجھانے کے لئے کہ ''چھاج بولے تو بولے چھلنی کیا بولے'' تمہیں کیا حق ہے اسلام پر حملہ کرنے کا جبکہ تمہارا اپنا یہ حال ہے۔ مذہبی دیوانوں کا قصور ہوتا ہے، مذہب کا نہیں ہوا کرتا۔ ہم عیسائیت کو تو مطعون نہیں کرتے کہ عیسائیت نے یہ تعلیم دی تھی جن ظالموں نے

عیسائیت کا حلیہ بگاڑا ان پر افسوس کرتے ہیں تو تمہیں کیا حق ہے کہ ان ظالموں کو جو تمہارے ہاں بھی بہت کثرت سے پیدا ہوئے جب وہ اسی حلیے میں اسلام میں سر اٹھاتے ہیں تو ان کی ذمہ داری اسلام پر ڈال دیتے ہو۔ جو منہ کالا انہوں نے اپنا کیا ہے ان کی سیاہی اسلام کے منہ پر پھیرنے لگ جاتے ہو۔ اب یہ اس کو مستقل مضمون تو نہیں بنایا جا سکتا لیکن جہاں جہاں یہ جھلکیاں نظر آئیں وہاں اس سے ملتا جلتا تبصرہ آ سکتا ہے اور اچھے طریق پر آ سکتا ہے تا کہ کوئی یہ نہ سمجھے غلطی سے کہ ہم ان کے داغ کھول رہے ہیں بلکہ ایک چلتی ہوئی تاریخ کا حصہ ہے اس سے سبق لے رہے ہیں۔

پھر قرآن کریم نے بار بار ان جگہوں کا ذکر فرمایا ہے جو قوموں کے لئے عبرت کا نشان ہیں ان عبرت کی جگہوں کی تلاش اور ان سے تعلق والے واقعات کو اجاگر کرنا اور ہر قوم میں ایسی عبرت گاہیں موجود ہیں جہاں کوئی قوم کسی عروج کے بعد زوال پہ پہنچی ہے اور اس کے پیچھے کوئی ایسی داستان ضرور ہے جس میں اس نے خدا تعالیٰ کی توحید سے منہ موڑا ہے اور شرک میں مبتلا ہوئی ہے اور پھر اس پہ یہ سزا وارد ہوئی ہے۔ قرآن کریم نے اس مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ (الروم:42) دنیا میں سیر کرو اور دیکھو، مکذبین کی اور ان لوگوں کی کیسی عاقبت تھی اور ساتھ فرمایا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ان میں سے اکثر مشرک تھے۔ یہ مضمون کے لحاظ سے بعینہٖ یہی بیان فرمایا ہے۔ تو معلوم یہ ہوگا کہ دنیا کی تاریخ میں اکثر جگہ جہاں بھی آپ کو عبرت گاہیں دکھائی دیں گی اس سے پیچھے ایک شرک کی تاریخ ہوگی اور وہ لوگ جو دفن ہوئے ہیں وہ ضرور مشرک ہوں گے۔

پس پومپیائی ہو، پوپے ہو یا جو بھی آپ اس کو کہیں یا دوسرے ایسے عبرت کے مقام جہاں بڑی قومیں اپنے عروج کے بعد زیر زمین دفن ہوگئیں ان کی تاریخ جب یہ نکالتے ہیں تو شرک کے نشانات وہاں ملتے ہیں۔ اب لاڑکانہ ہی میں جو پرانی تہذیب دفن ہے موہنجوداڑو یعنی موت کی ڈھیری یا موت کا ٹیلہ، وہاں سے بھی شرک کے آثار نکل رہے ہیں اور ان آثار کو دیکھ کر یہ مغربی محققین یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اس زمانے میں شرک ہی شرک تھا اور تھا ہی کچھ نہیں حالانکہ یہ اس وقت ہلاک ہونے والی قومیں ہیں جب وہ بڑے لمبے سفر طے کر کے اپنے تمدن کے عروج کو جا پہنچی تھیں اور اس وقت ہوا جب وہ مشرک ہو چکی تھیں۔ ان کا آغاز اور تھا اور انجام اس وقت ہوا جب وہ مشرک ہو چکی

تھیں تو وہاں سے پھر شرک کے ہی دبے ہوئے آثار ملنے تھے اور کیا تھا اور قرآن ایک ہی کتاب ہے جس نے اس طرف انگلی اٹھائی ہے کہ تم ان کا تفحّص کرو ان کی تحقیق کرو، ان کا تتبّع کرو اور تم یہ دیکھ کر خود یہ معلوم کر لو گے کہ یہ مشرک لوگ تھے جن کو خدا نے اچانک دفن کیا ہے اور صفحہ ہستی سے مٹایا ہے۔ تو ان مشرکین کے انجام کی تاریخ بھی ملکوں میں جگہ جگہ پھیلی پڑی ہے تو اس حوالے سے ان کے متعلق ان کے تاریخی پس منظر بتانا مثلاً مایا قوم ہے تو وہ کون سی تھی، کتنا لمبا عرصہ عروج کا ہوا پھر کیوں آناً فاناً وہ مٹا دی گئی۔ ان کے محل ابھی تک اسی طرح کھڑے ہیں۔

ساؤتھ امریکہ میں وہ جو مایا قوم نے ایک لمبا عرصہ حکومت کی ہے اب وہ لوگ موجود ہیں لیکن ان کی سطوت جاتی رہی، ان کی شان وشوکت ہاتھ سے نکل گئی اور یہ معمہ آج تک نہیں حل ہو سکا کسی سے، ان پر کیا بپتا ٹوٹی تھی، ہوا کیا تھا ان کے ساتھ۔ ایک شہر دریافت ہوا جو بہت خوبصورت پہاڑی علاقوں میں، بڑے بڑے درخت اور جنگل ہیں ان کے اندر گھرا ہوا آج تک، یعنی چند سالوں تک انسانی نظر سے اوجھل رہا تھا اور ہیلی کاپٹر کے ذریعہ گزرتے ہوئے کسی کی وہاں نظر پڑی تو پھر توجہ پیدا ہوئی پھر وہاں کھوج لگانے والے بھیجے گئے بڑی مشکل سے وہاں پہنچے تو یوں لگتا ہے جیسے پورا آباد شہر چھوڑ کر کوئی قوم کہیں جا کے سوگئی ہے، کوئی وہاں لڑائی کے آثار نہیں ہیں۔ کسی طوفان کے آثار نہیں ہیں، ہنستا کھیلتا، رستا بستا شہر اچانک یوں لگتا ہے کہ جیسے جادو ہو گیا ہو وہ خالی ہو گیا تو عبرت کے ہر جگہ مختلف سامان موجود ہیں جن جگہوں میں ہیں وہاں سے تصویریں لی جاسکتی ہیں اور اگر وہاں رسائی نہ ہو تو اس کے متعلق بہت سی کتابیں موجود ہیں، رسالے موجود ہیں، تفاصیل موجود ہیں۔ ان علاقوں کے لوگ اپنے لئے وہ مضمون چن سکتے ہیں اور ان کو دکھا کر دیدہ زیب پروگرام بنا سکتے ہیں جو تقریر نہیں ہوگی بلکہ ایک فلمی پروگرام ہوگا جو ویڈیو کے شایان شان ہو۔

تو ایسے بہت سے پروگراموں کی ضرورت ہے۔ وہاں کے کھیل ہیں ان کھیلوں کی تصویریں، وہاں کی کہاوتیں ڈالنے کے طریق، معمے، یہ بچوں کے لئے بھی تو ہمیں سپیشل پروگرام بنانے ہوں گے۔ پرندے، جانور، شکار، Migratory Birds جو سفری پرندے ہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں۔ کون سے ایسے طریقے ہیں۔ وہاں کے کیڑے مکوڑے، ان کے متعلق نئی معلومات کے مطابق جو تحقیق ہوئی ہے ان کے رہنے سہنے کے طریق، وہاں کی ہر چیز ایک دلچسپی کا

موجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے اوپر جہاں بھی نظر ڈالیں گے آپ، جس جگہ بھی دیکھیں گے غور کر کے دیکھیں سہی آپ، بے اختیار دل سے تَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ کی آواز اٹھتی ہے اور اگر یہ حوالہ دیا جائے تو وہی پروگرام جو بظاہر مغربی اور سیکولر ہیں وہ اچانک مذہبی پروگرام بن جاتے ہیں۔ تو ان پروگراموں کو بعض دفعہ ان لوگوں سے مانگنے سے بھی مل جاتے ہیں۔ میں نے MTA کو اس کام پہ لگایا ہوا ہے، خط و کتابت کر رہے ہیں بہت سی جگہ تصویریں انہوں نے دی ہیں کہ ٹھیک ہے آپ لے لیں۔ بعض جگہ ہم نے ان سے اجازت مانگی کہ آپ نے کہیں کوئی زیادہ ننگ دکھایا ہے ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ MTA میں تو بہر حال مناسب نہیں ہے تو انہوں نے یہ بھی اجازت دے دی ہے کہ اس حصے کو کاٹ لو لیکن ہمارا نام بتانا ہوگا کہ یہ فلاں نے بنائی تھی اور اجازت دی تھی۔ تو آپ بھی مختلف علاقوں میں کوشش کر سکتے ہیں۔

اب جرمن تہذیب، جرمن تمدن، اس کی تاریخ، اس کی ترقی، تنزل، جغرافیائی تبدیلیاں، عادات، مزاج، شمال جنوب کا فرق، قوموں کے اعتبار سے خواہ ایک قوم ہو ان کے علاقائی روایات کے لحاظ سے ان کے مزاج بدل جاتے ہیں۔ جرمنی میں خصوصیت سے یہ بات قابل غور ہے۔ تو ان سب پروگراموں میں آپ اگر دلچسپی لیں تو کچھ وقت ضرور لگے گا میں صبر سے چند مہینے اور بھی انتظار کروں گا لیکن توقع رکھتا ہوں کہ جب یہ آنے شروع ہو جائیں تو پھر اس کثرت سے آئیں گے کہ ہمارے ہاں یہ جو شکایت پیدا ہو رہی ہے کہ ایک ہی طرح کی باتیں ہو رہی ہیں اس کا ازالہ ہو جائے گا۔

بنیادی پروگرام تو بہر حال تعلیم و تربیت کا ہے۔ دلچسپی کے پروگرام بھی ہوں گے وہ بھی تعلیم و تربیت ہی کے ہوں گے لیکن اگر وہ نہ بھی ہوں تو جس طرح اب چھ گھنٹے یا سات گھنٹے سکول میں جا کے بیٹھے ہیں وہاں دلچسپی کی خاطر تو نہیں جاتے، علم حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ تو اس ٹیلی ویژن کے سامنے بعض نازک مزاج جلدی بور ہو جاتے ہیں ان کو مخاطب کر کے میں کہہ رہا ہوں کہ ان کو اپنی تربیت کرنی چاہئے۔ یہ انتہائی ضروری دینی تربیت کے پروگرام ہیں، علمی تربیت کے پروگرام ہیں اور آپ کے دماغ کو روشن کریں گے، آپ کے دماغ کو نئی وسعتیں دیں گے ان پروگراموں کا ذوق اگر نہیں ہے تو پیدا کریں اور کوشش سے پیدا کریں۔ اپنے بچوں میں ان کا ذوق پیدا کریں ورنہ آج کل جو ذوق ہے ہم اس کی پیروی نہیں کر سکتے وہ جاہل بنانے والے پروگرام ہیں۔

بچوں کا ذوق اب اس طرف منتقل ہو رہا ہے سارے مغرب میں کہ فرضی سپر مین ہے کوئی، سپر بیٹ بنی ہوئی ہے، سپر سپائیڈر بن گیا ہے۔ کوئی مکڑا سپر ہے کوئی چمگادڑ سپر ہے اور فرضی کہانیاں ایسا پاگل کر رہی ہیں بچوں کو کہ ہوش ہی نہیں رہی ان کو، دماغوں کے دائرے ہی مختلف ہو گئے ہیں، انسانی دائرے سے ہٹ کر ایسی جگہ وہ دائرے ممتد ہو رہے ہیں۔ جہاں حقیقت کا وجود ہی کوئی نہیں ہے اور اس پر یہاں کے اہل دانش بھی فکر کا اظہار کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہمارا تعلیمی معیار گرنے کی بڑی وجہ ٹیلی ویژن ہے اور باتیں سوچ رہے ہیں، خواہ مخواہ نظام بدلنے کی باتیں کر رہے ہو۔ یہ ٹیلی ویژن کو ٹھیک کرو پہلے۔ ہمارے بچوں کو یہ ٹیلی ویژن کے پروگرام پاگل بنا رہے ہیں۔

پھر ایک محقق نے یہ جائزہ لیا، اس نے کہا کہ بچوں میں پڑھنے کی عادت ہی نہیں رہی اور وہ جو پڑھنے سے انسان کو علم حاصل ہوتا ہے کتابوں کا شوق، کتابوں کے بغیر انسان سو نہ سکے یہ ایسی اچھی روایات تھیں ہماری یعنی انسان کی کہ جن کو ٹیلی ویژن نے آکے برباد کر دیا ہے۔ تو ٹیلی ویژن کے فائدے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ضرور ہیں اور ہم ان فائدوں کی حد تک رہیں گے انشاء اللہ اور بھرپور فائدہ حاصل کریں گے لیکن جو نقصانات کے پہلو ہیں ان سے بچنا ضروری ہے اس لئے کسی کو نہ بھی دلچسپی ہو تو کوشش کر کے ان پروگراموں میں حصہ لے کچھ دیر کے بعد ضرور دلچسپی پیدا ہوگی کیونکہ علم، علم ہی ہے یہ کوئی فرضی کہانی تو نہیں کہ آئی اور چلی گئی اور کچھ دیر کے لئے ہیجان پیدا کر گئی۔ علم کا جو لطف ہے وہ دائمی ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے پیچھے جو زمین چھوڑ کے جاتا ہے وہ زرخیز زمین ہوتی ہے۔ سیلاب ہی سمجھ لیں اس کو لیکن یہ مٹی ضرور چھوڑے گا وہ زرخیز مٹی چھوڑے گا جہاں آپ کے خیالات پاکیزہ رنگ میں نشو و نما پائیں گے جہاں آپ کے اندر نئی عظمتیں پیدا ہوں گی، آپ کو نئی وسعتیں عطا ہوں گی۔

تو اللہ کرے ہمیں یہ ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق ملے اور جماعت پوری طرح استفادہ کرے جہاں جہاں میں نے یہ باتیں کی ہیں کہ کوشش کرو یہ مراد نہیں ہے کہ نعوذ باللہ جماعت میں دلچسپی نہیں ہے۔ بکثرت دلچسپی ہے یہاں تک کہ چھوٹے بچوں کے متعلق مائیں لکھتی ہیں کہ وہ ہمیں دوسرے پروگرام اب دیکھنے ہی نہیں دیتے اور ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ ان کو پتا تو کچھ لگ نہیں رہا ہوا کیا ہے لیکن لگتا ہے کہ وہ مسحور ہو گئے ہیں، MTA کے پروگراموں سے۔ ہر وقت یہی شور ہوتا ہے کہ ہم

یہی پروگرام لگائیں گے۔اس لیے جو میں نے ذکر کیا تھا اس لئے کہ کہیں شاذ کے طور پر ایک آدھ خط یہ بھی مل جاتا ہے اور میں نے سوچا کہ بہت سارے اور بھی ہوں گے جو لکھنے میں شرم محسوس کرتے ہوں تو ان کی آواز کو میں سب تک پہنچا دوں اور ان کو مطمئن کرنے کی بھی کوشش کروں ۔ اللہ کرے کہ ہمارے پروگرام دن بدن بہتر ہوتے چلے جائیں اور نیا سال پچھلے سال سے بہت بہتر طلوع ہو اور بہت بہتر حالت میں غروب ہو اور اس کی تکلیفیں بھی تھوڑی اور عارضی ہوں اور اس سال کی برکتیں بھی ہمیشہ رہنے والی دائمی ہوں۔آمین۔

ماریشس میں بھی اب اجازت مل گئی ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے ماریشس سے شمس تیجو صاحب کا فون آیا تھا کہ اس وقت پارلیمنٹ بیٹھی ہوئی ہے اور غور ہو رہا ہے کہ ڈش انٹینا کی اجازت دیتی ہے کہ نہیں اور دعا کریں اور پھر میں آپ کو دوبارہ فون کروں گا۔یعنی میں تو نہیں سن سکا۔جس نے میرے لئے سنا انہوں نے پیغام دیا ہے اور الحمد للہ کہ چند گھنٹوں کے بعد فون آ گیا کہ اللہ کے فضل کے ساتھ ڈش انٹینا کی اجازت ہوگئی ہے اور جو مفید بابرکت پروگرام ماریشس سے شروع ہوا تھا۔اب اہل ماریشس اس سے محروم نہیں رہے۔